http://www.rehmani.net

خلیفۂ سوم سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالٰی عنہ

سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ کے بعد سب سے افضل حضرت عثمان ذوالنورینؓ ہیں۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی المرتضٰی اور حضرت زید بن حارثہؓ کے بعد ایمان لائے۔ آپ نے اسلام کے لیے دو بار ہجرت کی، ایک بار حبشہ کی طرف اور دوسری بار مدینہ منورہ کی طرف۔ حضرت عمرؓ نے آپ کا شمار اُن چھ خوش نصیب ہستیوں میں کیا جن سے نبی کریم ﷺ ظاہری وصال تک راضی رہے۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے قرآن پاک کو لغتِ قریش پر جمع کیا۔

حضرت ابن سیرینؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ مناسکِ حج کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آپ نے سرکارِ دو عالم ﷺ سے ایک سو چھیالیس (۱۴۶) احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کی حیا اور سخاوت بہت مشہور ہے۔ آپ نے اپنے مال سے اسلام اور مسلمانوں کو بہت نفع پہنچایا اور کئی بار جنت کی بشارت حاصل کی۔

حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ آپ کا لقب ذُوالنورَین اس لیے ہوا کیونکہ آپ کے سوا کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں نہیں آئیں۔

حضرت علیؓ سے جب حضرت عثمانؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، وہ ایسی ہستی ہیں جو ملاءِ اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہیں۔

آقا و مولیٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے، ”میں نے اپنی صاحبزادیوں کے نکاح عثمان سے وحی الٰہی کے ذریعہ سے کیے تھے“۔

حضرت عمرؓ نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے چھ جید صحابہ کرام پر مشتمل جو کمیٹی بنائی تھی اس نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تخلیہ میں حضرت عثمانؓ سے پوچھا، اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیں گے؟ آپ نے فرمایا، علی سے۔ پھر میں نے اسی طرح تنہائی میں حضرت علیؓ سے پوچھا، اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ کس سے بیعت کرنے کا مشورہ دیں گے؟ انہوں نے فرمایا، عثمان سے۔ پھر میں نے دیگر صحابہ سے مشورہ کیا تو اکثر کی رائے حضرت عثمانؓ کی طرف پائی۔

حضرت ابی وائلؓ سے روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے دریافت کیا، تم نے حضرت عثمانؓ سے کیوں بیعت کی اور حضرت علیؓ سے کیوں بیعت نہ کی؟ انہوں نے جواب دیا، اس میں میرا کچھ قصور نہیں۔ میں نے پہلے حضرت علیؓ ہی سے کہا تھا کہ میں آپ سے کتابُ اللہ، سنتِ رسولُ اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر بیعت کرتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا، مجھ میں اِس کی استطاعت نہیں ہے۔ پھر میں نے حضرت عثمانؓ سے یہی باتیں کیں تو انہوں نے جواب دیا، بہت اچھا۔ پس میں نے ان سے بیعت کر لی۔

اس روایت کی بنیاد پر گمان یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جب عام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا رجحان حضرت عثمانؓ کے حق میں دیکھا تو آپ نے صحابہ کرام کی مرضی کے خلاف زبردستی اُن کا خلیفہ بننا پسند نہ فرمایا اور خلافت کا منصب قبول کرنے سے معذرت کر لی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آپ کے دورِ خلافت میں بھی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ ملک روم کا وسیع علاقہ، قبرص، افریقہ، اندلس (اسپین) اور ایران کے کئی علاقے فتح ہوئے۔ خاص بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے پہلے اسلامی بحری بیڑے کے ذریعے قبرص پر حملہ کرکے اسے فتح کیا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی البتہ بعد ازاں بعض گورنروں کی وجہ سے لوگوں کو شکایات ہوئیں۔ دراصل مسلمانوں کی عظیم سلطنت کو نقصان پہنچانے کے لیے یہودی روز بروز سازشوں میں مصروف تھے چنانچہ انکے ایجنٹ عبداللہ بن سبا نے مذکورہ شکایات کو بنیاد بنا کر حضرت عثمانؓ کے خلاف ایک مذموم پراپیگنڈا مہم شروع کر دی۔ وہ اور اسکے ساتھی جگہ جگہ حضرت عثمانؓ کی ناانصافی اور اقربا پروری کی داستانیں مشہور کرنے لگے۔ معاملہ اسوقت سنگین ہو گیا جب اہلِ مصر نے

http://www.rehmani.net

اپنے گورنر ابن ابی سرح کے خلاف شکایات کیں اور آپ نے اسے بذریعہ خط سخت تنبیہہ فرمائی۔ لیکن گورنر مصر نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ جو مصری لوگ شکایات لے کر مدینہ منورہ آئے تھے، انہیں قتل کرادیا۔ اس طرح حالات مزید خراب ہوئے۔

چنانچہ تاریخِ طبری کے مطابق بصرہ، کوفہ اور مصر سے تقریباً دو ہزار فتنہ پرداز افراد حاجیوں کی وضع میں مدینہ شریف پہنچ گئے، انکے عزائم اچھے نہ تھے۔ مصریوں نے گورنر کو معزول کرنے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا، تم کوئی اور شخص بتاؤ، میں اسے گورنر مقرر کردوں گا۔ مصری وفد نے کہا، محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمادیجیے۔ چنانچہ آپ نے ابن ابی سرح کی معزولی اور انکی تقرری کا فرمان جاری کردیا۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی کچھ صحابہ کے ہمراہ قافلے کی صورت میں مصر روانہ ہوئے۔

راستے میں ایک حبشی غلام سانڈنی پر سوار تیزی سے اس قافلے کے پاس سے گزرا تو انہیں اس پر شک ہوا کہ کسی کا قاصد ہے یا کوئی مفرور ہے۔ اسے پکڑ کر پوچھا، تو کون ہے؟ بولا، میں امیر المومنین کا غلام ہوں، پھر کہنے لگا، میں مروان کا غلام ہوں۔ پوچھا، تجھے کہاں بھیجا ہے؟ بولا، عاملِ مصر کے پاس خط دیکر بھیجا ہے۔ تلاشی لینے پر خط برآمد ہوگیا۔ اس میں گورنر کے نام یہ تحریر تھا،

”جس وقت تمہارے پاس محمد بن ابوبکر اور فلاں فلاں لوگ پہنچیں تو تم کسی حیلے سے انہیں قتل کردو اور اس فرمان کو کالعدم قرار دو اور حسبِ سابق اپنا کام جاری رکھو“۔ خط پر امیر المومنین کی مہر ثبت تھی۔ یہ پڑھ کر سب دنگ رہ گئے۔ مدینہ منورہ واپس آ کر اکابر صحابہ کو جمع کرکے یہ خط پڑھوایا گیا۔ اس پر سب لوگ برہم ہوئے۔ محمد بن ابوبکر، انکے قبیلہ بنو تمیم اور باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔

یہ صورتحال دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت کیا، یہ غلام آپ کا ہے؟ فرمایا، ہاں۔ پھر پوچھا، کیا یہ اونٹنی بھی آپ کی ہے؟ فرمایا، ہاں۔ پھر آپ نے وہ خط پیش کرکے کہا، کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نہیں۔ خدا کی قسم! نہ میں نے یہ خط لکھا، نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا اور نہ اسکے متعلق مجھے کچھ معلوم ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تعجب کی بات ہے کہ غلام آپ کا، اونٹنی آپ کی، مہر بھی آپ کی مگر آپ کو کوئی علم نہیں۔ آپ نے پھر قسم کھائی کہ مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں۔ اس پر صحابہ کو یقین ہوگیا کہ آپ اس سازش سے بری ہیں۔

بعد میں کچھ لوگوں نے غور کرکے پہچانا کہ یہ تحریر مروان کی ہے۔ چونکہ وہ آپ ہی کے پاس مقیم تھا اس لیے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ مروان کو ہمارے حوالے کریں مگر آپ نے انکار فرمادیا کیونکہ لوگ غیظ وغضب میں بھرے ہوئے تھے اس لیے آپ کو یہ اندیشہ تھا کہ وہ مروان کو قتل کردیں گے۔ نیز چونکہ ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہہ ہوسکتی ہے اور شبہ کا فائدہ ملزم کو پہنچتا ہے اس لیے آپ نے مروان کو انکے سپرد نہیں کیا۔

بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا، میرے آقا و مولیٰ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا، ”اے عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا یعنی خلافت عطا کرے گا۔ اگر لوگ اسے اُتارنا چاہیں تو تم نہ اُتارنا“۔ پس میں اپنے آقا کریم ﷺ کے حکم کے خلاف نہیں کرسکتا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا، ”بیشک حضور ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور میں اس پر صابر ہوں“۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

آپ کے انکار پر محاصرہ اور سخت کردیا گیا جو کہ مسلسل چالیس دن تک قائم رہا یہانتک کہ آپ پر پانی بھی بند کردیا۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوپر سے جھانک کر مجمع سے پوچھا، کیا تم میں علی ہیں؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ پھر پوچھا، کیا تم میں سعد ہیں؟ جواب ملا، نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا، کوئی شخص علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچادے کہ وہ ہمارے لیے پانی مہیا کردیں۔ یہ خبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے پانی سے بھرے ہوئے تین مشکیزے بھجوادیے لیکن یہ پانی ان تک سخت کوشش کے بعد پہنچا اور اس دوران بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند لوگ زخمی بھی ہوگئے۔

اس بات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہوگیا کہ بلوائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے درپے ہیں۔ اکابر صحابہ نے بلوائیوں کو سمجھانے کے لیے متعدد تقریریں کیں مگر اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ تلواریں لیکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر چوکس کھڑے رہو اور خبردار! کسی بلوائی کو ہرگز اندر نہ جانے دینا۔ اسی طرح حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے بیٹوں کو انکی حفاظت کا حکم دیا اور یہ سب نہایت مستعدی سے مسلسل ان کی حفاظت کرتے رہے۔

http://www.rehmani.net

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے محاصرہ کے دوران حضرت عثمان ﷛ سے عرض کی، آپ امیر المؤمنین ہیں۔ میری تین باتوں میں سے ایک ضرور مان لیجیے۔ اول یہ کہ آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر نیز یہاں آپ کے حامیوں کی عظیم جماعت موجود ہے۔ آپ حکم دیجیے کہ ان باغیوں کو مقابلہ کر کے نکال دیں۔ دوم یہ کہ آپ پچھلی طرف سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے جایئے۔ وہاں حرم کعبہ کی وجہ سے یہ لوگ آپ پر حملہ نہیں کریں گے۔ سوم یہ کہ آپ ملک شام چلے جایئے وہاں امیر معاویہ ﷛ اور انکی فوج موجود ہے۔ حضرت عثمان ﷛ نے جواب میں فرمایا، رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہو کر میرے لیے یہ ناممکن ہے کہ میں اپنی حکومت کی بقا کے لیے مسلمانوں کی خونریزی کراؤں۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ مکہ معظمہ جانا مجھے اس لیے پسند نہیں کہ ان لوگوں سے یہ توقع نہیں کہ یہ حرمِ مکہ کی حرمت کا کوئی لحاظ کریں گے اس لیے میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اس مقدس شہر کی حرمت پامال ہو۔ اور تیسری صورت کا جواب یہ ہے کہ میں اپنی ہجرت کے مقام اور رسول کریم ﷺ کے محبوب شہر کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن زبیر، زید بن ثابت انصاری، حضرت ابوہریرہ اور کئی صحابہ ﷛ نے باغیوں سے لڑنے کی اجازت مانگی مگر آپ نے سب کو منع کیا اور فرمایا، ''اللہ کی قسم! خونریزی سے پہلے قتل ہو جانا مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں خونریزی کے بعد قتل کیا جاؤں''۔ مطلب یہ ہے کہ جب آقا و مولیٰ ﷺ نے مجھے شہادت کی بشارت دیدی ہے تو اگر تم جنگ بھی کرو گے تو مجھے قتل ہونے سے نہیں بچا سکو گے۔

مسلسل سخت پہرہ دیکھ کر آخر کار بلوائیوں نے دور ہی سے حضرت عثمان ﷛ پر تیر چلائے۔ ایک تیر لگنے سے حضرت حسن ﷛ زخمی ہو گئے، حضرت علی ﷛ کے ایک غلام کے علاوہ محمد بن طلحہ ﷛ بھی زخمی ہوئے۔ اس پر محمد بن ابوبکر ﷛ کو یہ خوف ہوا کہ اگر بنو ہاشم نے حضرت حسن ﷛ کو زخمی دیکھ لیا تو وہ بگڑ جائیں گے۔ لہٰذا وہ دو بلوائیوں کے ساتھ ایک انصاری کے مکان میں داخل ہوئے اور وہاں سے دیوار پھاند کر حضرت عثمان ﷛ کے گھر میں پہنچ گئے۔ یوں باہر اور چھت پر موجود لوگوں کو خبر نہ ہوئی۔

نیچے حضرت عثمان ﷛ تلاوت فرما رہے تھے اور انکے پاس صرف انکی اہلیہ تھیں۔ محمد بن ابوبکر ﷛ نے قریب پہنچ کر حضرت عثمان ﷛ کی داڑھی مبارک پکڑ لی تو سیدنا عثمان ﷛ نے فرمایا، ''اگر تیرے والد ابوبکر ﷛ تجھے یہ حرکت کرتے دیکھتے تو وہ کیا کہتے''۔ یہ سن کر انہوں نے آپ کی داڑھی چھوڑ دی اور نادم ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن دوسرے دو بلوائیوں نے آگے بڑھ کر سیدنا عثمان ﷛ کو شہید کر دیا۔ اس دوران آپ کی زوجہ محترمہ نے بہت چیخ و پکار کی لیکن بلوائیوں کا شور اس قدر تھا کہ کوئی ان کی آواز نہ سن سکا۔ پھر وہ چھت پر گئیں اور لوگوں کو بتایا کہ امیر المؤمنین شہید کر دیے گئے۔

حضرت علی ﷛ سب سے پہلے وہاں پہنچے اور اپنے فرزندوں پر غصہ ہوئے کہ تمہارے ہوتے ہوئے امیر المؤمنین کس طرح شہید ہوئے۔ غصہ سے آپ نے ایک طمانچہ حضرت حسن کے اور ایک گھونسہ حضرت حسین کے سینے پر مارا۔ محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر ﷛ کو بھی برا بھلا کہا ۔ پھر حضرت عثمان ﷛ کی اہلیہ سے قاتلوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا، میں انہیں تو نہیں جانتی مگر انکے ساتھ محمد بن ابوبکر ﷛ تھے۔

اب حضرت علی ﷛ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، میں قتل کے ارادے سے داخل ضرور ہوا تھا مگر جب انہوں نے میرے والد حضرت ابوبکر ﷛ کا ذکر کر دیا تو میں انہیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ میں اپنے اس فعل پر نادم ہوں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں نے نہ ان کو پکڑا اور نہ ہی قتل کیا۔ حضرت عثمان ﷛ کو کسی مصری نے شہید کیا تھا۔

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عثمان ﷛ نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور حضور ﷺ فرما رہے ہیں، ''عثمان! جلدی کرو۔ آج تم ہمارے ساتھ افطار کرنا''۔ اسی دن آپ شہید کیے گئے۔

آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ آپ کے باغی کم و بیش دو ہزار تھے اور آپ کے حامی کئی ہزار۔ آپ نے چالیس روز محاصرہ میں رہنا، بھوک اور پیاس برداشت کرنا اور جام شہادت نوش کرنا قبول کر لیا مگر اپنی ایک جان کی خاطر یا اپنی حکومت کی خاطر کسی کلمہ گو کا خون بہانا گوارہ نہ کیا۔ (ماخوذ از تاریخ الخلفاء و تاریخ طبری و طبقاتِ ابن سعد)

http://www.rehmani.net

فضائلِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، قرآن میں

1۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (البقرہ:۲۶۲)

’’وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں۔ ان کا اجران کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم‘‘۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں ایک ہزار اونٹ مع سامان کے بارگاہ نبوی میں پیش کئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔(تفسیر بغوی، تفسیر مظہری)

2۔ اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔(الزمر)

’’کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے، کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا؟ تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان (ہرگز نہیں)‘‘۔ (کنزالایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (تفسیر بغوی، تفسیر مظہری، خزائن العرفان)

3۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جو شخص بیئر رومہ خرید کر راہ خدا میں دے گا، اللہ اس کی مغفرت فرما دے گا‘‘۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید لیا تو سرکار نے فرمایا ’’کیا تمہاری نیت یہ ہے کہ اسے لوگوں کی سیرابی کا ذریعہ بناؤ؟ عرض کی، ہاں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔(الفجر:۲۷ تا ۳۰)

’’اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری طرف جنت میں آ‘‘۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ ابن کثیر نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

4۔ وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ ۔۔۔۔۔ وَھُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ‘‘۔(النحل)

’’اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی، دو مرد (ہیں جن میں) ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے، جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے۔ کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے‘‘۔ (کنزالایمان)

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام اسید کے بارے میں نازل ہوئی، یہ غلام اسلام کو ناپسند کرتا تھا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو صدقہ اور نیکی سے منع کرتا تھا۔ (تفسیر مظہری، ازالۃ الخفاء ج ۲:۱۴۳)

5۔ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔(الاحزاب:۲۳)

’’مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے‘‘۔ (کنزالایمان)

یہ آیت حضرت عثمان اور ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رب تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں جہاد کا موقع ملا تو ہم ثابت قدم رہیں گے اور انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ حضرت حمزہ و مصعب شہید ہو گئے اور حضرت عثمان و طلحہ رضی اللہ عنہما شہادت کا انتظار کر رہے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

http://www.rehmani.net

6۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا O (الفتح:۱۸)

’’بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمھاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا‘‘۔ (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی، سکون واطمینان اور فتح ونصرت کی بشارت دی گئی۔ بیعت رضوان اور اس سے متعلق آیات کے نزول کا سبب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ تھی جب وہ حضور اکرم ﷺ کے سفیر بن کر مکہ مکرمہ گئے اور انہیں کافروں نے روک لیا۔ اس پر آقا ومولیٰ ﷺ نے صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت لی۔

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق کا درخت تھا جو اسکے انصاری پڑوسی کے مکان پر جھکا ہوا تھا اسلیے اس کا پھل اس انصاری کے مکان میں گرتا تھا۔ انصاری نے اسکا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو حضور ﷺ نے اس منافق سے (جس کا نفاق ابھی ظاہر نہ ہوا تھا) فرمایا، تم وہ درخت انصاری کو بیچ دو، اسکے عوض تمہیں جنت کا درخت ملے گا۔ اس منافق نے انکار کر دیا۔

جب اس بات کی خبر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے پورا باغ دیکر اسکے عوض منافق سے وہ درخت خرید لیا اور انصاری کو دیدیا۔ اس پر آپ کی شان میں اور اُس منافق کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی وَیَتَجَنَّبُھَا الْاَشْقَی الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی۔

’’عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا‘‘۔ (الاعلیٰ، ۱۰-۱۲، تفسیر روح البیان)

فضائلِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، احادیث میں

1۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کسی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے اور پھر دیگر اصحاب پر کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔ (صحیح بخاری باب مناقبِ عثمان)

2۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، جو رومہ کنوئیں کو خریدے، اس کے لیے جنت ہے، اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خریدا اور مزید کھدوایا۔ نبی کریم ﷺ نے تبوک کے موقع پر فرمایا، جو تنگی والے لشکر کا سامان مہیا کر دے اس کے لیے جنت ہے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سامان فراہم کر دیا۔ (بخاری باب مناقبِ عثمان)

3۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے باغ کے دروازے کا خیال رکھنے کے لیے فرمایا۔ پس ایک صاحب آئے تو میں نے حضور ﷺ سے اجازت مانگی۔ غیب بتانے والے آقا ﷺ نے فرمایا، انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو۔ وہ صاحب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت مانگی تو حضور ﷺ نے فرمایا، انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

پھر ایک اور صاحب نے اجازت مانگی تو حضور ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا، انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو لیکن ایک مصیبت کے ساتھ جو انہیں پہنچے گی۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری باب مناقبِ عثمان)

4۔ صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، ’’اے اللہ! اُس مصیبت پر مجھے صبر عطا فرما‘‘۔ (باب من فضائل عثمان)

5۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیعتِ رضوان کے لیے حکم فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ نے مکہ

http://www.rehmani.net
مکرمہ بھیجا ہوا تھا۔ پس صحابہ نے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک عثمان، اللہ اور اسکے رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک دستِ اقدس کو دوسرے پر رکھ کر انکی طرف سے بیعت کی۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا دستِ مبارک لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر رہا۔ (ترمذی)

6۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی اور آپ نے انہیں اجازت دے دی اور آپ اسی حالت میں رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو انہیں بھی اجازت دے دی اور اسی حالت میں رہے اور انہوں نے گفتگو کی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو رسول کریم ﷺ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔

جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرما لیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

7۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا، عثمان رضی اللہ عنہ بہت زیادہ حیا والے ہیں لہٰذا مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے انہیں ایسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ مجھ سے اپنی حاجت بیان نہیں کر سکیں گے۔ (صحیح مسلم باب من فضائلِ عثمان)

8۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا، ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان ہے۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

9۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ میں مجھ سے مشابہہ عثمان ہیں۔ (تاریخ الخلفاء: ۲۳۶، ابنِ عساکر)

10۔ حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ لشکرِ تبوک کے لیے رغبت دلا رہے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ ﷺ! سو اونٹ اللہ کی راہ میں جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے۔

پھر آپ نے لشکر کے متعلق ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے، اللہ کی راہ میں دو سو اونٹ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے۔

پھر آپ نے لشکر کے متعلق ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے، اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمے۔

پس میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو دیکھا کہ منبر سے اتر آئے اور فرما رہے تھے، اس کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں وہ گناہ نہیں۔ اس کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں اس کا کوئی گناہ نہیں۔ (ترمذی)

11۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک ہزار دینار اپنی آستین میں لے کر حاضر ہوئے جب کہ لشکرِ تبوک کا بندوبست کیا جا رہا تھا اور وہ حضور کی گود میں ڈال دیے۔ پس میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ انہیں اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے تھے اور دو مرتبہ آپ نے فرمایا، آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں وہ انہیں نقصان نہیں دے گا۔ (مسند احمد)

12۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، اے عثمان! یہ جبریل ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی رقیہ کے مہر کے مثل پر میری دوسری بیٹی ام کلثوم کو بھی تیری زوجیت میں دیا ہے اس لیے اس کے ساتھ بھی ویسا ہی حسنِ سلوک کرنا۔ (الصواعق المحرقہ: ۱۶۸، ابنِ ماجہ)

13۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا جو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے (انکی زوجہ اور نبی کریم ﷺ کی دوسری بیٹی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال پر) فرما رہے تھے کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو بھی میں یکے بعد

http://www.rehmani.net

دیگرے اُن سب کا نکاح تم سے کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء:۲۳۶،الصواعق المحرقۃ:۱۷۰،ابن عساکر)

14۔ حضرت مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے عنقریب واقع ہونے والے فتنوں کا ذکر سنا۔ پس ایک آدمی کپڑے سے سر کو ڈھانپے ہوئے گزرا تو فرمایا، یہ اُس روز ہدایت پر ہوں گے۔ میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان تھے۔ پس انہیں آپ کے روبرو کر کے عرض کی کہ یہ؟ فرمایا، ہاں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

15۔ حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوپر سے جھانکتے ہوئے (بلوائیوں سے) فرمایا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسولُ اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بئرِ رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کون ہے جو بئرِ رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دے، اُس نعمت کے بدلے جو جنت میں اس سے بہتر ہے۔ پس میں نے اسے اپنے مال سے خریدا اور آج تم مجھے اس کے پانی سے روکے ہوئے ہو۔ لوگوں نے کہا، یہ بات ہم جانتے ہیں۔

فرمایا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجدِ نبوی نمازیوں کے لیے تنگ تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ کون ہے جو آلِ فلاں کے قطعہ زمین کو خرید کر مسجد میں داخل کر دے، اس نعمت کے بدلے جو جنت میں اس سے بہتر ہے۔ پس میں نے اسے اپنے مال سے خریدا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعتیں پڑھنے سے بھی روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا، یہ بات ہم جانتے ہیں۔

فرمایا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ میں نے لشکرِ تبوک کا بندوبست اپنے مال سا کیا تھا؟ لوگوں نے کہا، یہ بات ہم جانتے ہیں۔

فرمایا، میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول کریم ﷺ مکہ مکرمہ کے کوہِ ثبیر پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور میں تھا۔ پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ پتھر لڑھکنے لگے تو آپ نے پیر سے ٹھوکر مار کر فرمایا، اے ثبیر! ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

لوگوں نے کہا، یہی بات ہے۔ آپ نے تکبیر کہی اور تین مرتبہ فرمایا، ربِ کعبہ کی قسم! لوگوں نے گواہی دے دی کہ میں شہید ہوں۔ (ترمذی، نسائی، دار قطنی)

16۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اے عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (یعنی خلافت) پہنائے گا۔ اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم نہ اتارنا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

17۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس فتنے میں مظلوم ہونگے اور شہید کر دیے جائیں گے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

18۔ عثمان بن موہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مصر سے حج کے لیے آیا۔ اس نے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے دیکھ کر پوچھا، یہ کون ہیں؟ کسی نے بتایا، یہ قریش ہیں۔ پوچھا، ان میں سردار کون ہے؟ بتایا گیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ کہنے لگا، اے ابنِ عمر! ایک بات بتائیے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد سے فرار ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ پھر کہا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے؟ فرمایا، ہاں۔ پھر کہا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے بیعتِ رضوان نہ کی اور غائب رہے۔ فرمایا، ہاں۔ تو اس مصری نے اللہ اکبر کہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں ان واقعات کی حقیقت بیان کرتا ہوں۔

انہوں نے غزوۂ احد سے راہِ فرار اختیار کی تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور انہیں بخش دیا۔

اُن کا غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونا اس وجہ سے تھا کہ رسول کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں اور وہ اسوقت بیمار تھیں۔ تو رسول کریم ﷺ نے خود ان سے فرمایا تھا کہ تمہیں بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر اجر اور حصہ ملے گا۔

رہا اُن کا بیعتِ رضوان سے غائب ہونا تو یہ بات جان لو کہ اگر اہلِ مکہ کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی دوسرا معزز ہوتا تو

http://www.rehmani.net

رسول کریم ﷺ ان کی بجائے اسے مکہ بھیجتے۔اور بیعتِ رضوان کا واقعہ تو انکے مکہ جانے کے بعد پیش آیا۔

چنانچہ آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے لیے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا، یہ عثمان کی بیعت ہے۔

پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اب جا اور ان بیانات کو بھی ساتھ لیتا جا۔(صحیح بخاری باب مناقبِ عثمان)

19۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری۔ پس آپ کو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو آپ وزنی رہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وزنی رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وزنی رہے پھر ترازو اٹھا لی گئی۔

رسولُ اللہ ﷺ کو اس کا صدمہ ہوا اور فرمایا، یہ خلافتِ نبوت ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہے دے۔(ترمذی، ابوداوٗد)

چنانچہ مخبرِ صادق ﷺ کے ارشادِ گرامی کے مطابق سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم بالترتیب خلیفہ ہوئے۔

20۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کوہِ اُحد پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو اُحد پہاڑ ہلنے لگا۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے اسے ٹھوکر لگا کر فرمایا، ٹھہر جا اُحد! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔(صحیح بخاری باب مناقبِ عثمان)

مذکورہ اکثر احادیث خصوصاً آخرالذکر حدیث مبارکہ نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب کی وسعت پر روشن دلائل میں سے ہے۔ بات بات پر بخاری کے حوالے طلب کرنے والوں کو صحیح بخاری میں ایسی احادیث کیوں نظر نہیں آتیں؟ رب تعالیٰ جل جلالہ تعصب سے بچائے اور اپنے محبوب رسول ﷺ کی عظمت کو دل سے ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

زاہدِ مسجدِ احمدی پر درود دولتِ جیشِ عُسرت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

اصلِ نسلِ صفا ، وجہِ وصلِ خدا بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

شیرِ شمشیر زن ، شاہِ خیبر شکن پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

تحریر: حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ عالی

کتاب: فضائل صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین